قضیۂ فدک

.... اتنا تو ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

سیّد علی عمران رضوی
ایڈووکیٹ

﴿قسط نمبر ۱﴾

سقیفائی خلافت کے وکلاء کا کہنا ہے کہ شیعانِ علیؑ نے یونہی بات کا بتنگڑ بنا رکھا ہے۔ باغِ فدک میں تھا کیا؟ چار کھجوریں؟ اگر حضرات ابوبکر و عمر نے وہ باغ چھین بھی لیا، تو اس سے ان کے ایمان و ایقان پر کیا اثر پڑا۔ محض ایک باغ رسولؐ کی بیٹی کو فدک دینے سے کیا قیامت بپا ہوگئی کہ آج تک ''خلفائے رسولؐ'' کو مطعون کیا جا رہا ہے۔

در جوابِ آں غزل کے طور پر شیعانِ علیؑ کا مؤقف ہے کہ اگر فدک کوئی معمولی سی جائیداد تھی تو سقیفائی خلفاء نے ضبط کیوں کیا؟ معمولی سی بات تھی، معمولی سا باغ بنتِ رسولؐ کو دے کر معاملے کو رفع دفع کر دیتے۔ اس معمولی سی دلیل پر سقیفائی خلافت کے وکلاء آستینیں چڑھا کر میدانِ مباحثہ میں اتر آتے ہیں اور ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز ہوتا ہے جو آج تک فرو نہیں ہوئی۔ ان کے اس رویے سے پتا چلتا ہے کہ اس باغ کی اتنی اہمیت تھی کہ سقیفائی خلفاء نے بضعۃ الرسولؐ کی ناراضگی مول لے لی، مگر باغ نہ چھوڑا، اور ان کے اس عمل کے جواز میں آج تک دور دور کی کوڑیاں تلاش کی جاتی ہیں۔ دوسری طرف، اگر اس قضیہ کی کوئی اہمیت نہ ہوتی، تو سراپا عصمت، سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ادعائے حق کے لئے دربارِ خلافت میں آ کر ایک طویل خطبہ نہ دیتیں، غصبِ حق پر خلفاء سے تا قیامِ قیامت ناراض نہ رہتیں، اور روزِ محشر باباؐ سے شکایت کے ارادے کا اظہار نہ فرماتیں۔

دونوں فریقین کا رویہ بتلاتا ہے کہ قضیۂ فدک معمولی اہمیت کا حامل نہ تھا، بلکہ ختمی مرتبتؐ کی حیاتِ ظاہری کے بعد وصیِ رسولؐ حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے حقِ خلافت کے انکار کے بعد سقیفائی خلفاء کی دوسری بڑی دیدہ دلیری تھی، جو محض اس خاطر کی گئی کہ حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر کی بیعت پر مجبور کیا جا سکے۔ بالفاظِ دیگر جاگیرِ فدک کی ضبطی سقیفائی خلافت کی حضرت علیؑ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف پہلی سیاسی اقتصادی پابندی تھی، جو جبر و جور سے قائم ہر حکومت کا وتیرہ ہوتی ہے۔

قضیۂ فدک کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس قضیہ کی مدعیہ ـــــ سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی اہمیت کو سمجھا جائے۔ اس قضیہ کے فیصلے نے، جو سب جانتے ہیں، واضح کر دیا کہ ختمی مرتبتؐ جناب سیدہؑ کی جو

بھی حیثیت واہمیت امت پر واضح کرتے رہے، سقیفائی خلافت ان کی کسی ایک فضیلت کو بھی ماننے پر تیار نہیں ہوئی۔ اس سے سقیفائی خلافت کا 'اسلامی' چہرہ اور کردار کھل کر عامۃ المسلمین کے سامنے آگئے۔

اہمیتِ سیّدہ فاطمۃ الزہراؑ

حدیثِ قدسی ہے:

''لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ لَوْلَا عَلِيٌّ لَمَا خَلَقْتُكَ فَلَوْلَا فَاطِمَةَ لَمَا خَلَقْتُكُمَا''۔ ((اے حبیبؐ!) اگر میں نے آپ کو خلق نہ کرنا ہوتا؛ تو افلاک کو نہ بناتا، اگر علیؑ کو خلق نہ کرنا ہوتا تو آپؐ کو بھی خلق نہ کرتا، اور اگر فاطمہؑ کو خلق نہ کرنا ہوتا، تو آپ دونوں کو خلق نہ کرتا)۔

گویا فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کی بھی وجہِ تخلیق ٹھہریں۔ اسی لئے تو ختمی مرتبتؐ سیدہ فاطمہؑ کو ''اُمِ ابیہا'' کہا کرتے تھے یعنی اپنے باپ کی وجہِ تخلیق۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس اہم ترین ہستی سے مودّت کو اجرِ رسالت ادا کرنے کے مترادف قرار دیا۔ آیۂ مودت: ''قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (سورۃ الشوریٰ، آیت ۲۳) میں ''اَلْقُرْبٰی'' سے مراد سوائے سیدہ فاطمہؑ کے اور کوئی نہیں ہے، جبکہ رواروی میں اس سے مراد خویش واقربا لی جاتی ہے، جو سراسر غلط ہے۔

عربی لغت کے مطابق ''قُرْبٰی'' واحد مؤنث ہے، اور اسم صفت کی پانچ اقسام میں سے ایک قسم ''اسم تفضیل'' ہے۔ اس کا واحد مذکر ''اَقْرَب'' ہے۔ اسمِ تفضیل کسی شخص میں ایسی صفت کو بیان کرتا ہے، جو صرف موصوف میں بدرجۂ اتم پائی جائے، اور دوسرے اس سے عاری ہوں۔ جیسا کہ انگریزی میں Adjective کی superlative degree ہوتی ہے۔

جب آیۂ مودّت میں بحکمِ خدا ختمی مرتبتؐ اُمت سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ان کی ''قربیٰ'' سے مودت رکھے، تو امت پر لازم ہے کہ سب سے پہلے قربیٰ رسولؐ کی معرفت حاصل کرے۔ یہ عدمِ معرفت کا نتیجہ ہے کہ واحد مؤنث کو جمع کے صیغے کے طور پر سمجھا جارہا ہے۔ جب لفظِ ''قربیٰ'' ہے ہی واحد مؤنث، تو یہ اختیار ہمیں کیسے حاصل ہوگیا کہ ہم ترجمہ و تفسیر میں ''قربیٰ'' کے مفہوم میں مذکر و مؤنث رشتہ داروں کے لاؤ لشکر کو اکٹھا کرلیں۔ ''قربیٰ رسولؐ'' سے مراد رسولؐ کی وہ واحد رشتہ دار ہوگی، جس سے رسولؐ کا انتہائی قریبی خونی رشتہ ہو۔ ایسی رشتہ دار سوائے حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ آیۂ مودت ہمیں یہ بھی بتلاتی ہے کہ رسولؐ کی بیٹی تھی ہی ایک۔ اگر ایک سے زائد ہوتیں تو آیۂ مودت میں لفظ ''قربیٰ'' کی بجائے جمع کا صیغہ ''قُربیات'' استعمال ہوتا۔ اللہ چونکہ عادل مطلق ہے، اس لئے اس کے لئے امرِ محال ہے کہ رسولؐ کی بیٹیاں ہوں تو چار، مگر وہ کسی ایک سے مودت کو اجرِ رسالت کے مترادف قرار دے، اور باقی تین کو نظر انداز کردے۔ جب لفظِ ''قربیٰ'' کے دامن میں ایک سے زائد انتہائی قریبی مونث رشتہ دار آ ہی نہیں سکتیں، تو اس کا دامن

اتنا کیسے پھیلایا جاسکتا ہے کہ اس میں رسولؐ کے مذکر رشتہ دار بھی شامل ہو جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ رسولؐ کے صرف مذکر رشتہ داروں کا اجتماع چاہتا تھا، تو اس نے رسولؐ کو حکم دیا کہ "اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" (سورۃ الشعراء، آیت ۲۱۴) (ترجمہ: اپنے مذکر رشتہ داروں کو بُلا کر ڈراؤ (تبلیغ دین کرو)) اس آیہ میں لفظ "اَقْرَبِيْنَ" لفظ "اَقْرَب" کی جمع ہے، جس کا اطلاق تین یا اس سے زائد پر ہوتا ہے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ دعوتِ ذوالعشیرہ میں رسولؐ اللہ کے مذکر رشتہ داروں کے سوا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

بحث بالا سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قرآن میں جہاں جو لفظ خالقِ کائنات نے استعمال کیا ہے، ہمیں اس لفظ کو اس کے معنی و مفہوم کی وسعت سے نہیں بڑھانا، بلکہ اس کے اصل معنی و مفہوم کو تلاش کرنا ہے۔ اگر ہم واحد مؤنث کو جمع کے صیغے کے طور پر سمجھنا یا سمجھانا چاہیں گے، تو یہ تحریف فی القرآن ہوگی، جو کسی طور بھی روا نہیں ہے۔ اسی لئے آیہ مودت میں "القربیٰ" سے مراد صرف سیّدہ فاطمۃ الزہراؑ ہیں، جن سے مودّت کو اجرِ رسالت کی ادائیگی کے مترادف قرار دیا گیا۔ اگر امتِ محمدیہ میں کوئی فرد یا جماعت سیّدہ فاطمۃ الزہراؑ سے مودّت نہیں رکھتی، تو اللہ کے حکم سے رسولؐ نے جو سوال کیا تھا، اس کے جواب سے پہلو تہی کر کے وہ حکمِ ربانی کے ماننے سے سراسر انکار کر رہی ہے۔ کسی واضح حکمِ ربانی یعنی نصِ قطعیہ کے انکار کا نتیجہ ہر مسلمان جانتا ہے، کیا ہوگا؟

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسا حکمِ مودتِ قربیٰ رسولؐ محض 'قربیٰ' کے فائدے کے لئے دیا گیا، یا اس کا مقصد کچھ اور تھا۔ کسی سوال کا مقصد سمجھنے کے لئے سائل کی حیثیت و اہمیت کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر سائل محتاج ہو، تو اس کے سوال کا مقصد اپنی احتیاج کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اگر سائل بے نیاز ہو، اور سوال محتاجوں سے ہو، تو سوال کا مقصد محتاجوں سے کچھ لینا نہیں ہوتا، بلکہ اس میں محتاجوں ہی کی کوئی احتیاج چھپی ہوتی ہے یا پھر ایسے سوال کا مقصد محتاجوں کا امتحان ہوتا ہے۔ ممتحن امتحان میں سوال اس لئے نہیں کرتا کہ اس سے اس کی کوئی احتیاج وابستہ ہوتی ہے، بلکہ وہ تو اُمیدواروں کی ذہنی صلاحیت و استعداد کو پرکھنے کے لئے سوال کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کو خلق ہی اس لئے کیا کہ وہ جانچ سکے کہ احسن عمل کون کرتا ہے، اس لئے اس نے ایمان کے دعویداروں کے لئے دنیا میں اجرِ رسالت کا سوال رکھا، جس کا جواب "مودۃ فی القربیٰ" تھا، ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جب اُمیدواروں کی کثرت اب تک قربیٰ رسولؐ کی معرفت سے ہی نا آشنا ہے تو وہ مذکورہ سوال کا درست جواب کب اور کیونکر دے گی۔ اس سوال کے درست جواب میں اُمتِ محمدیہ کے اُمیدواروں کی کئی احتیاجات اور فوائد پنہاں تھے۔ مثلاً اگر اُمتِ محمدیہ کی کثیر تعداد آیہ مودّت میں حکمِ ربانی کے مصداق سیّدہ فاطمۃ الزہراؑ سے مودت رکھتی، تو اُمت انتشار، افتراق اور آئے دن خانہ جنگیوں سے محفوظ رہتی۔

آیئے! دیکھیں، کیسے؟

اگر اُمت کو قربیٰ رسولؐ کی معرفت ہوتی، تو اس قربیٰ کے شوہر علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے حقِ خلافت کا انکار نہ کرتی۔ جب یہ قربیٰ اپنے شوہر کے ساتھ لوگوں کے دروازوں پر علیؑ کا حق جتلانے جاتیں، تو لوگ اپنے کواڑوں کو بند کر کے سُنی ان سُنی نہ کردیتے۔ کاش اتنا ہی جان لیتے کہ اس سے قربیٰ رسولؐ کو تکلیف ہوگی۔

اگر اُمت بعدِ رسولؐ علیؑ کی امامت اور جانشینیٔ رسولؐ پر مجتمع ہو جاتی، تو افتراق کا شکار نہ ہوتی، کیونکہ ایک امامِ برحق کی قیادت میں اُمتِ واحدہ رہتی۔

اگر اُمت قربیٰ رسولؐ کی معرفت رکھتی، تو اس کے دروازے پر کسی کو آگ لگانے کی ہمت نہ ہوتی۔ اس آگ کا سلسلہ آج تک جاری ہے، جو کبھی امام بارگاہوں اور کبھی مساجد کو اپنی لپیٹ میں لیتا رہتا ہے۔

اگر اُمت قربیٰ رسولؐ کو پہچانتی، تو اس قربیٰ کے بیٹے امام حسنؑ ابنِ علیؑ کے جنازے پر تیر نہ برستے۔

اگر اُمت قربیٰ رسولؐ کی معرفت رکھتی، تو اس کے بیٹے امام حسینؑ ابنِ علیؑ کو کربلا میں تہہِ تیغ نہ کرتی، یوں کربلا کا سانحہ رُونما نہ ہوتا۔

اور اگر سقیفائی خلافت قربیٰ رسولؐ کو پہچانتی، تو نہ اس عصمت مآب سے گواہی طلب کرتی، نہ پیش کردہ گواہی کو رد کرتی، اور نہ ہی خودساختہ حدیث کی بناء پر اس قربیٰ کو اس کے حق سے محروم کرتی۔

قربیٰ رسولؐ کو نہ پہچان کر اُمت نے اسے وہ وہ غم دیئے، جو مختصر چند ہی دنوں میں وہ کہنے پر مجبور ہوگئیں:

صبت علیا مصائب لو انها

صبت علی الایام صرن لیالیا

(ترجمہ: بابا! آپ کے بعد مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں، کہ روشن دنوں پر پڑتیں، تو وہ سیاہ راتوں میں بدل جاتے)

قربیٰ رسولؐ کی ناراضگی سے رسولِ خدا ناراض ہوئے، اور رسولؐ کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی پر منتج ہوئی، کیونکہ رسولؐ نے پہلے ہی وارننگ دی تھی:

''فَاطِمَةُ بَضعَةٌ مِنِّی فَمَنْ آذاھا فَقَدْ آذَانِیْ ''(فاطمہؑ میرا جزو لاینفک (integral part) ہے جس نے اسے ایذا دی، گویا اس نے مجھے ایذا دی)۔

''فَاطِمَةُ بَضعَةٌ مِنِّی فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ ''(فاطمہؑ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا)۔ (صحیح البخاری، جلد ۲، صفحہ ۵۰۱)

''فَاطِمَةُ بَضعَةٌ مِنِّی فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَھَا

وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اَذَاهَا "(فاطمہؑ میرے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس شخص نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اضطراب میں ڈالتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہؑ کو اضطراب میں ڈالتی ہے اور تکلیف دیتی ہے مجھ کو وہ چیز جو فاطمہؑ کو تکلیف دیتی ہے)۔ (مشکوٰۃ شریف، جلد ۳، صفحہ ۲۷۰)

"لِعَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ "(رسول اللہؐ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کی نسبت فرمایا جو شخص ان لوگوں سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں، اور جو شخص ان سے مصالحت رکھے میں اس سے صلح رکھنے والا ہوں)۔
(مشکوٰۃ شریف، جلد ۳، صفحہ ۲۷۴)

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رسولؐ کو ایذا دینے والوں کے بارے میں فرمایا ہے:

"وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔" (اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا)۔ (سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۶۱)

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا"۔ (بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے)۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۷)

سیدہ فاطمہؑ کی مذکورہ اہمیت اللہ و رسولؐ کے نزدیک تھی۔ سقیفائی حکومت جیسے سیدہؑ کے پدر بزرگوار کو 'ایک شخص' (رَجُل) سمجھتی تھی اور ان کے فرامین کی اطاعت کو واجب نہیں گردانتی تھی، ایسے ہی سیدہؑ کو بھی 'ایک عورت' سمجھتی تھی، اس لئے ان کی باتیں اس حکومت کے لئے درخورِ اعتنا نہیں تھیں۔ مثال کے طور پر ہم مندرجہ ذیل واقعہ کتاب سلیمؓ بن قیس ہلالی —صحابی امیر المومنینؑ سے نقل کر رہے ہیں:

"حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ آپ کو کیا چیز روک رہی ہے کہ آپ علیؑ کو بلا کر ان سے اپنی بیعت منوالیں۔ ان چار آدمیوں کے سوا تمام نے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا کہ میں کس کو حضرت علیؑ کی طرف روانہ کروں؟ حضرت عمر نے کہا: قنفذ کو روانہ کرو، کیونکہ وہ بنی عدی بن کعب کے ایک آدمی کا آزاد کردہ غلام ہے۔ وہ بدگو، سنگدل اور خوفناک انسان ہے۔ حضرت ابوبکر نے ایک جماعت کے ساتھ قنفذ کو علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ قنفذ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت علیؑ نے اجازت نہ دی تو قنفذ کے مددگار

واپس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے پاس جا کر کہنے لگے کہ علیؑ نے ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔

اس وقت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسجد میں تھے۔ ان حضرات کے گرد لوگ جمع تھے۔

حضرت عمر نے کہا واپس چلے جاؤ۔ اگر علیؑ اندر آنے کی اجازت دیں تو بہتر ورنہ بلا اجازت اندر چلے جانا۔ ان لوگوں نے دوبارہ جا کر اجازت طلب کی تو جناب سیدہؑ نے فرمایا:

''میں تمہیں اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دوں گی اور تمہیں روکوں گی''۔

قنفذ وہیں ٹھہرا رہا۔ لیکن اس کے ساتھی دوبارہ مسجد میں چلے گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے جا کر کہا کہ حضرت فاطمہؑ نے ایسا ارشاد فرمایا ہے اور اپنے گھر میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ عورت ہمارے معاملے میں کیوں مخل ہوئی ہے۔

حضرت عمر نے ایک جماعت کو لکڑیاں اُٹھانے کو کہا۔ لکڑیاں اٹھوا کر خود حضرت عمر ساتھ ہوئے اور جناب امیرؑ کے گھر کے پاس لکڑیاں رکھوا دیں۔ اس وقت گھر میں علیؑ، فاطمہؑ اور آپ کے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ موجود تھے۔

حضرت عمر نے بلند آواز سے کہا— ''اے علیؑ گھر سے ضرور باہر نکلو اور رسولؐ اللہ کے خلیفہ ابوبکر کی بیعت کرو۔ ورنہ میں تم لوگوں کو جلا دوں گا''۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا— ''اے عمر ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''۔

حضرت عمر نے کہا— ''دروازہ کھولو ورنہ تمہیں گھر سمیت جلا دیا جائے گا''۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا— ''اے عمر خدا کا خوف نہیں کرتے اور میرے گھر میں داخل ہوتے ہو''۔

حضرت عمر نے واپس جانے سے انکار کر دیا، آگ طلب کر کے لکڑیوں کو دروازہ میں جلا دیا۔ پھر دروازہ ہلا کر توڑ کر اندر داخل ہو گئے، جناب سیدہؑ نے اللہ کے رسولؐ کے نام کی آواز بلند کی اور آگے بڑھیں۔'' (صفحہ ۴۷، ۴۸)

جب سقیفائی حکومت کے نزدیک حضرت محمدؐ 'ایک شخص' اور حضرت فاطمہ محض 'ایک عورت' ہوں، تو ایسی حکومت سے ان ذوات مقدسہ کے ساتھ انصاف کی توقع کیسے کی جا سکتی تھی۔

قربیٰ رسولؐ کی حیثیت واہمیت جاننے کے بعد، آیئے اب دیکھیں کہ قضیۂ فدک تھا کیا؟

قضیۂ فدک

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں جاگیرِ فدک کی اہمیت سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی اہمیت سے منسلک تھی، اس لئے

سقیفائی خلافت سے اس قضیہ میں اہم غلطی یہ ہوئی، کہ وہ 'منکرینِ بیعت' کے خلاف اقتصادی پابندیوں کے نفاذ میں اس قدر اندھی ہوگئی، کہ ہوئی وہوس اس کے ایمان پر غالب آگئی، اور اسے نظر نہ آیا کہ دربارِ خلافت میں مدعیہ کے رُوپ میں کون ہے؟

دربارِ خلافت میں مدعیہ کے رُوپ میں قربیٰ 'رسولؐ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کھڑی تھیں۔ ان کا دعویٰ تھا کہ سقیفائی خلافت نے جس جاگیرِ فدک کو بحقِ سرکار ضبط کیا ہے، وہ ان کی ملکیت اس بناء پر ہے کہ وہ جاگیر مشتمل بر ایک باغ اور اراضی، جو مدینہ سے تین روز کے فاصلے یعنی تین منزل (تقریباً ۲۴ فرسخ) کی مسافت پر تھی، بحدودِ اربعہ ذیل:

ایک طرف: کوہِ اُحد؛

دوسری حد: عریشِ مصر (جو صحرائے سینا میں مصر کا ایک شہر تھا)؛

تیسری حد: سیف البحر، بحرِ احمر یا بحرِ خزر اور آرمینیا؛ اور

چوتھی حد: دومتہ الجندل (جو کوفہ اور شام کے درمیان ایک جگہ تھی)

اہلِ فدک نے رسولؐ خدا کو کسی جنگ کے بغیر صُلح کے نتیجہ میں پیش کی تھی، لہٰذا ''مالِ فئی'' ہونے کے ناطے وہ رسولؐ خدا کی بلا شرکتِ غیرے ملکیت تھی، اور جب آیۂ ''فَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ'' (سورۃ الروم، آیت ۳۸) نازل ہوئی، تو رسولؐ خدا نے مذکورہ جاگیرِ فدک سیدہ فاطمہؑ کو ہبہ کر کے قبضہ دے دیا، اور رسولؐ خدا کی حیاتِ مبارکہ میں سیدہ فاطمہؑ کے اعمال اس جاگیر کا انتظام والصرام سنبھالے ہوئے تھے، (اور اس کی سالانہ آمدن بر اویتہ ۷۰ ہزار دینار تھی، جو اہلبیتؑ کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ مستحق اُمتیوں پر خرچ ہوتی تھی۔) ظاہر ہے کہ واہب کے اعلانِ ہبہ، موہوب الیہ کے ہبہ کو قبول کرنے اور جائیدادِ موہوبہ کے انتقالِ قبضہ سے اسلامی قانون کے تحت ہبہ مکمل ہو چکا تھا، اور دورِ ختمی مرتبتؐ میں کبھی کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا، لہٰذا بعد شہادتِ ختمی مرتبتؐ مذکورہ جاگیرِ فدک کے بارے میں کوئی تنازعہ یہ سمجھ کر کہ وہ جاگیر رسولؐ خدا کا ترکہ ہے، کھڑا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ متوفی کے ترکہ میں صرف وہ جائیداد آتی ہے، جو بوقتِ انتقال متوفی کی مملوکہ ہو۔

جب سقیفائی حکومت نے جاگیرِ فدک سے سیدہ فاطمہؑ کے اعمال کو بے دخل کر کے اس کا قبضہ لے لیا، تو حضرت علیؑ حضرت ابوبکر کے پاس مسجدِ نبوی میں آئے اور مہاجرین وانصار کی موجودگی میں ان سے کہا:

''لِمَ مَنَعْتَ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ وَقَدْ مَلَكَتْهُ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ''

(رسول اللہ کی میراث سے فاطمہؑ کو کیوں روکا، حالانکہ رسولؐ کی حیاتِ مبارکہ میں وہ اس کی مالکہ تھیں؟)

حضرت ابوبکر نے جواب دیا: ''هٰذَا فَيْءٌ لِّلْمُسْلِمِيْنَ'' ((فدک) فئی مسلمین ہے) ''فَاِنْ اَقَامَتْ شُهُوْدًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَهٗ لَهَا وَاِلَّا فَلَا حَقَّ لَهَا فِيْهِ'' (اگر فاطمہؑ گواہ پیش کریں کہ

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهلَ الْبَيتِ وَ يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيراً (سورۃ الاحزاب، آیت ۳۳)
" فِيمَنْ نَزَلَتْ، فِينَا أَمْ فِي غَيْرِنَا ؟" (حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: مجھے خدا کے اس فرمان کے بارے میں بتاؤ: "تحقیق خدا یہ ارادہ رکھتا ہے کہ ہر قسم کے رجس کو آپ اہلبیتؑ سے دور رکھے اور آپ کو پاک و منزہ رکھے"۔ یہ آیہ شریفہ کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ہمارے بارے میں یا کسی اور کے حق میں؟)
"قَالَ، بَلْ فِيكُمْ" (ابوبکر نے کہا: یقیناً یہ آیت آپ اہلبیتؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے)۔

"قَالَ عَلِيٌّ عَلَيهِ السَّلَام، يَا اَبَابَكرٍ! فَلَوْاَنَّ شُهُودًا شَهِدُوا عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ بِفَاحِشَةٍ مَا كُنْتَ صَانِعًا بِهَا ؟" (حضرت علیؑ نے فرمایا: اے ابوبکر! فرض کریں کہ چند گواہ اگر حضرت فاطمہؑ کے خلاف یہ گواہی دیں کہ انہوں نے کوئی برا کام انجام دیا ہے تو تم فاطمہؑ کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟)

"قَالَ (اَبَا بَكر): كُنْتُ اُقِيمُ عَلَيهَا الحَدَّ كَمَا اُقِيمُهُ عَلٰى نِسَاءِ الْمُسْلِمِينَ" (ابوبکر نے کہا: میں ان پر حد جاری کرتا جس طرح دوسری مسلمان عورتوں پر حد جاری کرتا ہوں)

"قَالَ عَلِيٌّ عَلَيهِ السَّلَام: اِذَنْ كُنتَ عِندَ اللّٰهِ مِنَ الْكَافِرِينَ" (حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: اس صورت میں تم خدا کے نزدیک کافروں میں شمار ہوتے)۔

"قَالَ (اَبَابَكر): وَلِمَ ؟" (اس نے کہا: کیوں؟)

"قَالَ (عَلِيٌّ عَلَيهِ السَّلَام) لِاَنَّكَ رَدَدْتَ شَهَادَةَ اللّٰهِ بِالطَّهَارَةِ وَقَبِلْتَ شَهَادَةَ النَّاسِ عَلَيهَا، كَمَا رَدَدْتَ حُكْمَ اللّٰهِ وَ حُكْمَ رَسُولِهِ اَنْ جَعَلَ لَهَا فَدَكًا" (حضرت علیؑ نے فرمایا: اس لئے کہ خدا نے ان کی پاکیزگی اور عصمت کی گواہی دی ہے اور تم نے اس کو ٹھکرا کر لوگوں کی گواہی کو قبول کیا، جیسا کہ خدا اور پیغمبرؐ کے حکم کو بھی تم نے ٹھکرا دیا ہے، اور وہ حکم یہ تھا کہ انہوں نے فدک حضرت فاطمہؑ کو بخشا تھا)

[یعنی، خداوند قدوس قرآن مجید میں گواہی دیتا ہے کہ اہلِ بیتؑ اور حضرت زہراؑ پاک اور طاہر ہیں اور خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہر رجس کو ان سے دور رکھے اور تم آ کر اس قرآنی گواہی کے خلاف چند لوگوں کی گواہی کو ترجیح دیتے ہو؟!!)]

(باقی آئندہ، انشاء اللہ تعالیٰ)

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

اور تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھی باتوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے (آل عمران)

پاکستان میں ملت جعفریہ کا سب سے زیادہ معیاری شائع ہونے والا

ماہنامہ

پیام عمل

لاہور

جلد 49 | مئی 2009ء | شمارہ 5

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ (اعزازی) پروفیسر ڈاکٹر علی ظہیر منہاس

مدیر منتظم ڈاکٹر سید افسر امام زیدی

مدیر ڈاکٹر آغا سلمان باقر

معاون مدیر (اعزازی) ڈاکٹر سید سلمان رضا جعفری

مجلس مشاورت

حجۃ الاسلام پروفیسر سید ظلِ صادق زیدی الحسینی (کراچی)

علامہ سید کمال حیدر رضوی (کراچی)

علامہ سید اخلاق حسین متقی الحسنی (لاہور)

علامہ سعادت حسین عنبر (لاہور)

علامہ پروفیسر سید صبیح حیدر شیرازی (لاہور)

اس شمارے میں

اداریہ

☆ اسلام — اور دہشت گردی؟ 2

ڈاکٹر سید افسر امام زیدی

فکرو نظر

☆ دعائیں اُن کے منہ سے نکلتی ہیں۔۔۔! 3

سید علی عمران رضوی

مقالات

☆ تم کیا جانو کہ فاطمہؑ کیا ہیں؟ 6

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

☆ علامہ اقبالؒ اور مدحت حضرت فاطمہؑ 14

پروفیسر سید مطلوب علی زیدی مطلوب

☆ قضیہ فدک 17

سید علی عمران رضوی

☆ حیات شہداء (قسط نمبر ۵) 27

علامہ سید محمد جعفر زیدی شہیدؒ

☆ غرب الشجر ودر بیان سادات رضویہ 33

حجۃ الاسلام پروفیسر علامہ سید ظلِ صادق زیدی الحسینی

مرثیہ

☆ نسلِ اشرف 37

ڈاکٹر سید ماجد رضا عابدی

قصیدہ

☆ قصیدہ امام زین العابدین علیہ السلام 44

محسن نقوی

تسہیل دین

☆ دینیات (قسط نمبر ۲) 46

ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی

سالانہ چندہ 300 روپے - فی پرچہ 25 روپے

غیر ممالک 60 ڈالر یا 30 پونڈ سٹرلنگ

ڈاکٹر افسر امام زیدی منیجنگ ٹرسٹی، پبلشر نے امتیاز فیاض پرنٹنگ پریس، چوک اردو بازار، لاہور سے چھپوا کر امامیہ مشن کے رجسٹرڈ آفس اسحاق ٹیلرز بلڈنگ، 186-نو انارکلی، لاہور سے شائع کیا۔ فون: 7351917، ای میل: info@imamiamissionpk.org، ویب سائٹ: www.imamiamissionpk.org

امامیہ ریفرنس لائبریری

مومنین کرام! السلام علیکم!

تحفۂ یاعلیؑ مدد!

آپ کو یہ جان کر یقیناً تشویش ہوگی کہ مکتبِ تشیع کی بہت سے بنیادی کتب عربی اور فارسی میں بھی پاکستان میں دستیاب نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ علم دوست گھرانوں کی ذاتی لائبریریوں میں یہ کتب موجود ہوں۔ مگر عوام کی پہنچ سے باہر ہونے کی بناء پر باعثِ استفادہ نہیں ہیں۔ مثلاً کتب اربعہ میں سے صرف مجموعہ ہائے احادیث ''الکافی'' اور ''من لا یحضرہ الفقیہہ'' پاکستان میں اردو ترجمے کے ساتھ دستیاب ہیں، بقیہ دو مجموعے ''الاستبصار'' اور ''تہذیب الاحکام'' عربی میں بھی میسر نہیں ہیں۔

شیعیت کے خلاف چھپنے والی بہت سی کتب میں ایسی فارسی کتب کے حوالے دیئے جاتے ہیں، جو پاکستان کے کتب فروشوں کے پاس دستیاب نہیں، اور جویانِ علم و متلاشیانِ حق ان کتب کی عدم دستیابی کے باعث شیعیت پر اعتراضات کا مناسب جواب نہیں دے پاتے۔

ایسی ہی مشکلات کے پیشِ نظر امامیہ مشن نے فیصلہ کیا ہے کہ امامیہ ریفرنس لائبریری کے نام سے ایک لائبریری قائم کی جائے، اور مکتبِ تشیع کی بنیادی کتب اور شیعیت کے حوالے سے لکھی جانے والی کتب کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

''امامیہ ریفرنس لائبریری'' کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ تعاون یوں کر سکتے ہیں:

(۱) کتب ڈونیٹ کر کے؛

(۲) کتب کی خرید کے لئے رقوم فراہم کر کے؛

(۳) نایاب کتب کی فوٹو کاپی یا سی ڈیز فراہم کر کے؛ اور

(۴) لائبریری کے لئے مناسب جگہ فراہم کر کے۔

اُمید ہے کہ ہم آپ کے تعاون سے یہ کارِ خیر بخیر و خوبی انجام دے پائیں گے۔

ڈاکٹر سیّد افسر امام زیدی،
مینیجنگ ٹرسٹی

فون: 7320114، فیکس: 7324378،
ای میل: info@imamiamissionpk.org
ویب سائٹ: imamiamissionpk.org

امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
تھرڈ فلور، اسحاق ٹیلرز بلڈنگ،
186- انارکلی، لاہور